# نظم وضبط کی اہمیت اسلامی تعلیمات کی روشنی میں!

مولانا امداداللہ یوسف زئی
ناظم وفاق المدارس العربیہ صوبہ سندھ

تمہید: ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہم سب کا یہ ایمان ہے کہ دین اسلام کامل ومکمل دین ہے، جو انسانی زندگی کے تمام شعبوں پر محیط ہے۔ دین اسلام جہاں زندگی کے ہر پہلو پر اصولی تعلیمات فراہم کرتا ہے، وہاں دینی امور کی جزئیات بھی تفصیل سے بیان کرتا ہے۔ یہ محض ایک دعویٰ نہیں بلکہ قرآن وحدیث کی نصوص، فقہائے اسلام کی توضیحات وتشریحات اور علمائے امت کی کاوشیں اس کا بین ثبوت ہیں۔ چونکہ اسلام قیامت تک رہتی انسانیت کے لیے بھیجا گیا ہے اور یہ اللہ کا آخری پیغام ہے، اس لیے اس میں نظم وضبط، اتحاد واتفاق اور اجتماعیت پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے۔

**نظام کا مفہوم:**

نظام نظم سے ہے اور نظم لڑی میں پرونے کو کہتے ہیں۔ گویا اسلام افراد امت کے لیے ایک ''مالا'' ہے اور اس ''مالا'' میں افراد امت میں سے ہر فرد کو یکجا سمیٹ کر رکھنا امر مرغوب ہے اور ان افراد کے بکھر جانے سے جیسے مالا کے سارے موتی بکھر جاتے ہیں، ویسے ہی امت بکھر جاتی ہے، جو کسی بھی طرح محبوب نہیں، اس کو حدیث میں یوں سمجھایا گیا ہے کہ:

المسلمون کجسدٍ واحد (صحیح البخاری)

یعنی سارے مسلمان ایک جسد کی مانند ہیں، اگر ایک عضو میں تکلیف ہو تو سارا بدن تکلیف محسوس کرتا ہے، ایسے ہی اگر مسلمانوں کے ایک گروہ یا ایک جماعت کو تکلیف پہنچے تو دنیا کے سارے مسلمان اس جماعت کی خاطر کھڑے ہو جائیں۔ دین اسلام ایک رسی ہے جو امت مسلمہ کے افراد کو جوڑ کر باہمی مربوط کر کے حق تعالیٰ شانہ تک پہنچانے کا ذریعہ ہے۔ اللہ پاک نے قرآن مجید میں باہمی ربط کو مضبوطی سے قائم رکھنے کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

واعتصموا بحبل اللہ جمعیا. (آل عمران: ۱۰۳)

یعنی اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو، اس اعتصام واعتصاد پر بہت زور دیا گیا ہے اور امت مسلمہ کی کامیابی و سرفرازی کا ایک بہت بڑا ذریعہ یہی اعتصام ہے۔ کتب احادیث میں ''کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ'' کے ضمن میں بے شمار احادیث سے متابعت جماعت کا حکم اور مفارقت جماعت سے اجتناب کو بیان کیا گیا ہے۔ اللہ پاک نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

واطیعو اللّٰہ ورسولہ ولا تنازعو فتفشلو وتذھب ریحکم واصبروا ان اللّٰہ مع الصابرین .
(الانفال: ۴۶)

ترجمہ: ''اور اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی اطاعت (کالحاظ) کیا کرو، اور نزاع مت کرو (نہ اپنے امام سے ،نہ آپس میں) ورنہ کم ہمت ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور صبر کرو، بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔''

یعنی آپس میں نزاع اور کشاکش نہ کرو، ورنہ تمہارے اندر بزدلی پھیل جائے گی اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔ اس آیت کریمہ میں باہمی نزاع کے دو نتیجے بیان کیے گئے ہیں: ایک یہ کہ تم ذاتی طور پر کمزور اور بزدل ہو جاؤ گے۔ باہمی کشاکش اور نزاع سے دوسروں کی نظر میں حقیر ہو جانا تو بدیہی امر ہے، لیکن اپنی قوت پر کیا اثر پڑتا ہے کہ اس میں کمزوری اور بزدلی آجائے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ باہمی اتحاد واعتماد کی صورت میں ہر ایک انسان کے ساتھ پوری جماعت کی طاقت لگی ہوئی ہے، اس لیے ایک آدمی اپنے اندر پوری جماعت کی قوت محسوس کرتا ہے اور جب باہمی اتحاد واعتماد نہ رہا تو ہر آدمی کی قوت اکیلی قوت رہ گئی۔

باہمی اتحاد کے قیام اور افتراق وانتشار سے بچاؤ کی راہ نظم کا قیام ہے۔ نظم فرد واحد کی مانند انسانیت کی ایک لڑی میں پرو دیتا ہے، اور بہترین معاشرہ وہی کہلاتا ہے جس میں خدائی تعلیمات کی تعمیل ہو اور زندگی کے ہر شعبے میں آسمانی ہدایات پیش نظر رکھی جائیں۔ غلط فہمی سے ہمارے معاشرے میں نظم وضبط کو محض ملکی وقومی امور کا لازمہ سمجھا جاتا ہے، حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان اللّٰہ تعالیٰ یحب اذا عمل احد کم عملا ان یتقنہ (شعب الایمان)

''اللہ تعالیٰ تمہارے کسی بھی کام میں یہ پسند کرتا ہے کہ اسے عمدگی اور سلیقہ سے کیا جائے۔''

ہر چھوٹا یا بڑا عمل سلیقہ مندی کا تقاضا کرتا ہے اور دین نے ہمیں یہ سلیقہ سکھایا ہے۔ سلیقہ مندی نظم کے قیام کا باعث ہے اور بظاہر معمولی سمجھی جانے والی بدسلیقی، بدنظمی کا ذریعہ وسبب بنتی ہے۔ مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ

معارف القرآن میں سورۂ صافات کی آیت ''والصفت صفا'' کے ذیل میں لکھتے ہیں:

''اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر کام میں نظم وضبط اور ترتیب وسلیقہ کا لحاظ رکھنا دین میں مطلوب اور اللہ تعالیٰ کو پسند ہے، ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت ہو یا اس کے احکام کی تعمیل، یہ دونوں مقصد اس طرح بھی حاصل ہو سکتے تھے کہ فرشتے صف باندھنے کے بجائے ایک غیر منظم بھیڑ کی شکل میں جمع ہو جایا کریں، لیکن اس بدنظمی کے بجائے انہیں صف بندی کی توفیق دی گئی، اور اس آیت میں ان کے اچھے اوصاف میں سب سے پہلے اسی وصف کو ذکر کر کے بتا دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ ادا بہت پسند ہے۔ (معارف القرآن، ج:۷، ص:۴۱۷)

**عبادات:**

عبادات میں بنیادی امور ارکان خمسہ ہیں، ان تمام ارکان میں نظم جلوہ گر ہے۔

**۱۔ نظامِ صلوٰۃ:**

باجماعت نماز بھی نظم وضبط اور اجتماعیت کا پنج وقتہ درس ہے کہ دن میں پانچ مرتبہ مسلمان مسجد میں جب اکٹھے ہوں تو یہ احساس رہے کہ سارے مسلمان یک جان ہیں، الگ الگ نہیں ہیں اور اس جماعت کی اتنی اہمیت بتائی گئی ہے کہ جنگ کے دوران بھی اس کو ترک کرنے سے گریز کیا گیا اور ''صلاۃ الخوف'' مشروع کی گئی اور مسلمانوں کو یکسانیت کا احساس دلانے کے لیے ''سووا صفوفکم، فان تسویۃ الصفوف من اقامۃ الصلوٰۃ'' (صحیح بخاری، کتاب بدرالوحی، باب اقامۃ الصف من تمام الصلوٰۃ) اپنی صفیں درست رکھو، کیونکہ صفیں درست رکھنا نماز کی تکمیل کا حصہ ہے، کا حکم بھی دیا گیا۔ نیز نماز کے ارکان وشرائط نظم کی کھلی دلیل ہیں۔ حدیث شریف میں حکم دیا گیا ہے کہ جب آدمی مسجد میں جائے تو جماعت میں شامل ہونے کے لیے بھاگ دوڑ نہ کرے، بلکہ وقار اور سنجیدگی کو ملحوظ رکھے۔ جماعت کی نماز میں متقدی امام کی پیروی کرے وغیرہ، یہ تمام امور نظم وضبط کے دائرے میں آتے ہیں۔ پھر جمعہ وعیدین میں بڑے اجتماع سے اسی اجتماعیت اور عدم مفارقت کا درس دینا مقصود ہے کہ مسلمان ایک جسم ہیں، اگرچہ دنیاوی مشاغل میں کچھ جدا ہو جائیں، لیکن حقیقت میں یک جان ہیں۔

**۲: نظامِ صوم:**

سال میں ماہِ رمضان میں روزے رکھنے کی مشروعیت کی ایک حکمت یہی ہے کہ مال دار آدمی جب پورے دن بھوکا رہے تو اس کو احساس ہو کہ غریب ولاچار لوگ کیسے ساری زندگی فقر وفاقہ میں گزار دیتے ہیں؟ شریعت کے مزاج میں یہ بات ہے کہ غریبوں کا احساس کیا جائے، لاچار ومسکین کا خیال رکھا جائے، اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب احساس پیدا ہو، اسی احساس کو پیدا کرنے کے لیے شریعت نے روزے کو مشروع قرار دیا، پھر روزے میں اوقات کی تعیین اور

دیگر متعلقہ احکام بھی نظم کی افزائش کا باعث ہیں، گویا ''صوم'' بھی اجتماعی نظم کا سبق ہے۔

**۳: نظامِ زکوٰۃ:**

اسی طرح زکوٰۃ کی مشروعیت اس بات کا درس دینے کے لیے ہے کہ مسلمان وہ نہیں جو صرف اپنی دنیا بنانے اور سمیٹنے کی فکر میں گھلا رہے اور قریب کے دوسرے غریب لوگ فقر و فاقہ میں پڑے رہیں، اسی بات کا سبق سکھاتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

**''توخذ من اغنیانھم وترد علی فقرائھم''**

گویا زکوٰۃ ادا کرتے ہوئے بھی مسلمان اجتماعیت کے قیام کی لڑی پرو رہا ہوتا ہے۔

**۴: نظامِ حج:**

جس طرح پنج وقتہ نماز مسلمانوں کو متابعتِ جماعت کی یاددہانی کے لیے ہے اور عیدین کا اجتماع بھی اسی یاددہانی کی کڑی ہے تو بالکل اسی طرح صاحبِ استطاعت پر زندگی میں ایک مرتبہ حج فرض کر دیے جانے کی ایک حکمت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ ساری دنیا سے مسلمان ایک جگہ جمع ہو جائیں اور اس اجتماع سے مسلمانوں کی یکجہتی کا اظہار ہو۔ حج کی فرضیت میں بھی مخالفت سے اجتناب اور مقارنت جماعت کا پہلو پایا جاتا ہے۔

**۵: نظام جہاد:**

اسلامی نظام کی ایک اہم اَساس یہ بھی ہے کہ قوموں کے درمیان طاقت کا توازن قائم رہے، ایسا نہ ہو کہ طاقت ور کمزور کو لقمۂ تر بنا لے، بلکہ ہر قوم کو اپنے تحفظ، دفاع اور طاقت کے ناجائز تسلط سے محفوظ رہنے کے لیے طاقت کو یکجا رکھنے اور اس کو نظم و نسق سے استعمال کرنے کے اصول بھی تفصیل سے بتائے ہیں، انہی تفصیلات کا اجمالی عنوان ''جہاد'' ہے۔ جہاد کے لیے تیاری، صف بندی، عزم و حوصلہ، ثابت قدمی، ضعیفوں، کمزوروں، عورتوں اور مذہبی طبقے سے عدم تعرض کے تفصیلی احکام سکھائے ہیں، یہ تفصیلات اسلام میں جنگی نظام کے نظم و نسق اور ہمہ جہتی کا مظہر ہیں۔

**۶: واقعۂ معراج:**

عبادات کے ضمن میں واقعۂ معراج بھی سبق آموز ہے، اسلام ہمیں منظم انداز میں تمام امور کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کا درس دیا ہے، اور نظم کی پابندی کے بغیر کیف ما اتفق امور کو سرانجام دینے کو ناپسند کرتا ہے، اس کی مثال ہمیں واقعۂ معراج میں ملتی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم براق پر سوار ہو کر آسمانوں کی طرف گئے، تو امت کو نظام کی اہمیت سکھلانے اور جتلانے کے لیے کچھ ایسے واقعات سے مطلع فرمایا کہ جس کا خلاف متوقع تھا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم آسمانِ دنیا پر پہنچے تو سوال ہوا کہ: ''من ھذا؟'' پھر دوسرا سوال ہوا: ''ومن معک؟'' پھر تیسرا سوال

ہوا: "وقد ارسل الیہ؟" پھر اس کے بعد "مرحبا به فنعم المجی جاء" سے استقبال ہوا اور آگے حضرت آدم علیہ السلام نے "مرحبا بالا بن الصالح والنبی الصالح" کہہ کر آمد پر خوشی کا اظہار فرمایا، پھر ان سوالات کا سلسلہ ساتویں آسمان تک جاری رہا۔ مزید برآں یہ بھی اسی واقعہ میں نظم کا حصہ نظر آتا ہے کہ جبریل امین علیہ السلام کو ایک موقع پر مقام خاص کے بعد آگے جانے کی اجازت نہیں دی گئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت کہ آپ مزید آگے تشریف لے گئے، جس کو اللہ پاک نے قرآن مجید میں بھی بیان فرمایا: "ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی o فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی. (النجم: ۹،۸)

اس واقعہ سے نظام کی اہمیت اور نظم کی بلا استثناء پاسداری کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ باوجود اللہ پاک کے علّام الغیوب ہونے کے ہر آسمان پر سوالات کا سلسلہ بتاتا ہے کہ نظام کی پاسداری ضروری ہے، اور یہ کہ ہر کام ایک نظم کے تحت ہی ہونا چاہیے، جس سے کام بآسانی اور سہولت کے ساتھ پایۂ تکمیل پہنچ جاتا ہے۔

### نظامِ معاشرت وحقوق العباد:

اسی طرح اسلام حقوق العباد کے معاملہ میں بھی ایک ایسا نظام پیش کرتا ہے، جو ہر انسان کو اس کا حق دلاتا ہے، کسی کے ساتھ ظلم و انصافی کو قطعاً برداشت نہیں کرتا، اور اس نظام کی مثال دنیا کے کسی دوسرے مذہب اور قانون میں نہیں ملتی۔ مثال کے طور پر خواتین کے معاملہ میں اسلامی نظام میں ہر بالغ مرد وعورت کو یکساں شہری اور دیوانی حقوق حاصل ہیں، وہ اپنی ذاتی اور شخصی جائیداد اور ملکیت کے حصول اور نظم ونسق اور تصرف میں بالکل آزاد ہیں۔ اس کے برعکس "قانونِ روما" میں خواتین مستقل طور پر مردوں کی نگرانی اور سرپرستی میں تھیں، وہ اپنے نگران یا سرپرست کی اجازت کے بغیر نہ کوئی جائیداد حاصل کرسکتی تھیں اور نہ حاصل شدہ جائیداد میں کسی تصرف کی مجاز تھیں۔ یہ پابندی خواتین پر زندگی کے آغاز سے لے کر انتہاء تک رہتی تھی۔ یہ بات بھی دنیا کے سامنے واضح رہنی چاہیے کہ ہمارے اسلام کا یہ نظام وحی الٰہی کا مرہونِ منت ہے۔ اس کی اصل قرآن وسنت ہے۔ اس کی کوئی ہدایت یا راہنمائی کبھی کسی دوسرے مذہب سے لینے کی کوئی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔ نہ صرف فقہ اسلامی کے تشکیلی دور یعنی ابتدائی چار ہجری صدیوں میں بلکہ بعد میں کم وبیش مزید آٹھ سو سال تک مسلمانوں نے قانون کی کسی کتاب کا ترجمہ عربی زبان میں نہیں کیا، جس سے معلوم ہوا کہ اسلام کا قانون انتہائی مرتب اور منظم ہے۔

### نظامِ معاملات:

جس طرح عبادات کے مختلف شعبوں میں اسلام اپنے پیروکاروں کی پوری طرح رہنمائی کرتا ہے، اسی طرح معاملات میں بھی اسلام نے باہم معاملات کرنے والے بائع ومشتری کو کچھ اصول سکھلا دیے جس سے وہ ایک نظم

کے تحت اپنے کاروباری مسائل کو حل کرسکیں۔اور اس نظام کا داعیہ یہاں بھی وہی ہے کہ کہیں متعاقدین کے درمیان نزاع وجدال کی صورت پیش نہ آئے،اور ہر عاقد کو اپنا پورا حق مل سکے،اور ہر قسم کے دھوکے سے گریز کرنے کی تاکید فرمادی گئی،تاکہ مسلمانوں کی اجتماعیت میں خلل واقع نہ ہو،اس نظام سے متعلق چند احادیث درج ذیل ہیں:

۱)...... نهیٰ رسول الله ﷺ عن بیع الغرر (صحیح مسلم،باب بطلان بیع الحصاۃ والبیع الذی فیہ غرر)

ترجمہ:''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع غرر سے منع فرمایا ہے۔''بیع غرر اس بیع کو کہتے ہیں جس میں مبیع (فروخت کی جانے والی چیز) مجہول ہو یا بیچنے والے کے قبضے سے باہر ہو۔

۲)...... ''لایسم المسلم علیٰ سوم أخیه''(صحیح مسلم،باب تحریم بیع الرجل علی بیع أخیہ وسومہ علی سومہ)

ترجمہ:''کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کے سودے پر سودا نہ کرے،یعنی کسی سے خرید وفروخت کا معاملہ ہو رہا ہو تو اس میں مداخلت نہ کرے،اور اس چیز کے زیادہ دام نہ لگائے۔''

۳. نهیٰ عن بیع الثمار حتّٰی یبدو صلاحُها.''(مؤطا الامام مالک،باب النہی عن بیع الثمار حتی یبد وصلاحہا،ط:دار احیاء التراث العربی)

ترجمہ:''رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھلوں کو اس وقت تک بیچنے سے منع فرمایا ہے جب تک کہ ان کی پختگی ظاہر نہ ہو جائے۔''

۴: ''من احتکر فهو خاطئ''(صحیح مسلم،باب تحریم الاحتکار فی الأقواتِ)

ترجمہ:''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو آدمی ذخیرہ اندوزی کرے وہ گناہ گار ہے''......یعنی جو تاجر غلہ وغیرہ ضروریاتِ زندگی کا ذخیرہ عوام کی ضرورت کے باوجود مہنگائی کے لیے محفوظ رکھے۔''

۵:''اسی طرح ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے خرید وفروخت میں لوگ دھوکہ دیتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم خریدو تو کہہ دیا کرو کہ ''لاخلابة''

یعنی اس بیع میں مجھے کوئی دھوکہ نہ ہو،اور تین دن کا اختیار مقرر کرنے کا فرمایا۔

(صحیح بخاری،کتاب بدء الوحی،باب ما یکرہ من الخداع فی البیع)

**نظامِ وراثت:**

اسلام سراپا نظام ہے،ہر پہلو کا ایک نظام منظّم کردیا گیا ہے۔وراثت کے باب میں بھی جب ہم اسلامی نظام پر نظر دوڑاتے ہیں تو شریعت کے احکام بالکل منفرد انداز کے نظر آتے ہیں،اور ہر فریق کا حصہ قرآن پاک میں تفصیل سے واضح کردیا گیا اور''الاقرب فالأقرب''اور''القربیٰ تحجب البعدی'' کے قواعد کو مدنظر رکھتے ہوئے ہر قریبی

رشتہ کو محرومی سے بچالینے کا درس بھی یہی نظام دیتا ہے۔

**نظامِ سیاست:**

سیاست بھی زندگی کا بہت وسیع اور بہت اہم شعبہ ہے۔ اس کو بھی اسلام نے ایک نظام میں منضبط کر دیا۔ اسلام میں اقتدار اعلیٰ صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے اور وہی اصل قانون ساز ہے، اس لیے اسلامی حکومت کے دستور کا مآخذ قرآن مجید ہے، ان کی تشریح وتفصیل اور جزئیات کی تفریع شارع علیہ السلام پر چھوڑ دی گئی ہے، چنانچہ انہی بنیادوں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکومت الٰہیہ کی تشکیل فرمائی اور اس کی روشنی میں جزوی قوانین بنائے، پھر جب اسلامی حکومت کا دائرہ وسیع ہوا، نئے نئے ملک زیرنگیں ہوئے، نئی نئی قومیں مفتوح ہوئیں اور نئے نئے مسائل پیدا ہوئے، تو پھر خلفائے راشدینؓ نے کلام مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال واعمال اور فیصلوں کی روشنی میں اپنے اجتہاد سے خلافت اسلامیہ کا نہایت وسیع اور مکمل نظام قائم کیا، اموی اور عباسی دور میں ''کتاب الخراج'' کتاب الأموال، أحكام السلطانية، الطراق الحكمية'' بھی اسی نظام کو ضبط کرنے کے لیے لکھی گئیں۔

سیاست وحکومت سے متعلق جتنی جامعیت کے ساتھ اسلام نے راہنمائی فراہم کی ہے، اس کا نمونہ دیگر اقوام و مذاہب کے ہاں ناپید ہے، علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ نے مقدمہ ابن خلدون اور حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حجۃ اللہ البالغہ میں اس کا اجمالی تعارف اور بنیادی احوال ذکر کیے ہیں۔ مذکورہ تفصیل سے واضح ہوا کہ نظم وضبط اور اجتماعیت دین میں نہایت اہمیت رکھتی ہے۔ وفاق المدارس العربیہ کے قیام کا پس منظر بھی اس مقصد کا حصول ہے۔

خلاصہ یہ کہ اسلام اپنے تمام شعبوں میں مرتب نظام کا نفاذ چاہتا ہے اور اس نظام سے روگردانی اور اعراض کو قطعاً ناپسند کرتا ہے جس کی دلیل ''من شذ شُذ في النار''، ''عليكم بالجماعة واياك والفرقة''، ''يد الله على الجماعة'' میں ملتی ہے اور اللہ پاک کی طرف سے نصرت کے وعدے بھی ایک جماعت ونظام کے تحت چلنے میں ہیں، اور مفارقت میں وعیدیں بھی بیان کر دی گئی ہیں۔

☆☆☆